خلفاے راشدین اور خشیتِ خداوندی

ابوانس امتیاز احمد مصباحی

خداوند قدوس عزوجل کے وہ برگزیدہ بندے جنھوں نے سرورِ کائنات ﷺ سے بہ حالتِ ایمان اکتسابِ فیض کیا، صحابہ کہے جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام آسمانِ رشد وہدایت کے وہ درخشاں ماہ ونجوم ہیں جن کی تابندگی قیامت تک ''بھٹکے ہوئے آہو کو'' سوے حرم لے چلنے کا کام انجام دیتی رہے گی۔ عشقِ رسول ﷺ ان کی گھٹی میں تھا، حکمِ آقا پر اپنی جانیں راہِ خداوندی میں قربان کر دینا ان کے لیے بڑی ہی سعادت مندی اور خوش بختی کی بات تھی۔ نبی پاک ﷺ کی بے مثال صحبت وتربیت نے ان کو وہ دینی ودنیاوی عروج بخشا کہ جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جس طرح وہ ظاہری اخلاق واطوار میں دیگر قوموں پر فائق تھے، اسی طرح ان کا باطن بھی منور وروشن تھا۔ ان کے قلوب اطاعتِ خدا اور رسول عزوجل و ﷺ کے بے کراں جذبوں سے معمور تھے۔ خوف وخشیتِ الٰہی ان کی رگ وپے میں رواں دواں تھی۔ دنیا کی بے ثباتی اور خداے واحد ویکتا کے حضور پیشی وحساب دہی کے خوف سے ان کی آنکھیں اشک بار رہتیں اور دل لرزاں وترساں۔ ان کی زندگیاں ہمارے لیے قابلِ اتباع اور لائق تقلید ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ.''

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اتباع کروگے ہدایت پاجاؤگے۔ (۱)

آج کے اس پر آشوب دور میں ہمارے لیے اور بھی ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم محمد عربی ﷺ کے اصحاب کی سیرتوں کو پیشِ نظر رکھیں، ان کے احوال وکوائف کا مطالعہ کریں، ان کے افکار وتصورات کا جائزہ لیں، ان کی زندگی کے روز وشب پر نظر ڈالیں کہ ان کی زندگی کتنی کامیاب تھی۔ ہر طرح کی بھلائیاں ان کی شخصیات میں جمع تھیں۔ ان میں کتنوں کے بارے میں ہادیِ عالم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی۔ اللہ اور اس کے رسول کی خوش نودی انھیں بطور خاص حاصل تھی، وہ فضائل ومناقب کے اعلیٰ درجات پر فائز تھے۔ جس پر قرآنی آیات واحادیث شاہد ہیں۔ اس کے باوجود ان کے دلوں میں خدا کا خوف کسی قدر سمایا ہوا تھا کہ بارگاہ رب العزت میں حاضری کے تصور سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے، قرآن کریم کی تلاوت کے وقت خدا خوفی کے سبب آہ وبکا کا یہ عالم ہوتا کہ بعض صحابہ بے ہوش ہوکر گر پڑتے۔

پھر ہم اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کس قدر گناہوں میں لت پت ہیں اور کیسی معصیت بھری زندگی گزار رہے ہیں۔ قرآنی احکام اور احادیثِ رسول پر ہمارا عمل کتنا کم زور ہے۔ فانی دنیا کی حصول یابی میں ہم کس قدر جدوجہد کر رہے ہیں اور آخرت کی دائمی زندگی اور ابدی نعمتوں سے کس قدر غفلت کے شکار ہیں، ہمارے دل اپنے خالق ومعبود کے خوف سے کتنے خالی ہیں۔ ہم کیسے بے خوف اور نڈر ہو چکے ہیں۔

کاش! ہمیں بھی وہ شعور وآگہی حاصل ہوجائے کہ عصیاں شعاری سے تائب ہوکر شریعت مطہرہ کے کامل طور پر متبع بن جائیں اور خشیتِ ربانی ہمارے اندر جاگزیں ہوجائے تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔

سرِ دست مجھے خلفاے راشدین علیہم الرضوان کے تفصیلی احوال سے قطع نظر صرف ان کے خدا خوفی کے پہلو پر نظر ڈالنی ہے، اس لیے کہ خشیتِ الٰہی ہی تمام اعمالِ خیر کی اساس اور بنیاد ہے، جس کے اندر اللہ کا خوف جتنا زیادہ ہوگا، اس کی کتابِ زندگی کے اوراق اتنے ہی صاف ستھرے اور پاکیزہ وروشن ہوں گے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خشیتِ ربانی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ نہایت ہی بلند وبالا ہے۔ آپ کا دامنِ زندگی زمانۂ جاہلیت واسلام دونوں میں شرک وبت پرستی کی نجاست سے کبھی آلودہ نہ ہوا۔ جوانوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کے ساتھی اور رفیقِ غار ہیں، معراج سے واپسی کے بعد آپ نے سب سے پہلے حضور کی تصدیق کی۔ آپ شمعِ رسالت کے وہ پروانے ہیں جو کہ سب سے پہلے

(۱)۔مشکاۃ شریف، باب مناقب الصحابۃ، ص: ۵۵۴

حضور کے خلیفہ ہوئے۔ آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں، حضور اکرم ﷺ نے دنیا ہی میں آپ کو جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر جنت کے دروازے کا مشاہدہ کرایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کی معیت میں جنت کے دروازے کو دیکھتا، تو رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا: ابو بکر! تم وہ شخص ہو کہ میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔ (۲)

ان فضائل و خصائص کے باوجود خشیتِ رب عزوجل آپ کے سینے میں بے انتہا تھی، جس کا اندازہ آپ کے اقوال و ارشادات اور اخلاق و کردار سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے اور درخت کے سائے میں ایک چڑیا کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ نے ایک سرد آہ کھینچ کر ارشاد فرمایا: اے پرندے! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ ایک درخت سے کھاتا ہے اور دوسرے کے نیچے بیٹھ کر آرام کرتا ہے، پھر تو بے حساب و کتاب کے اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ اے کاش! ابو بکر بھی تیری طرح ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ) (۳)

حضرت سیدنا ابو عاصم اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جاتی تو بارگاہِ خداوندی میں التجا کرتے ہوئے ارشاد فرماتے: "الٰہ العالمین! تو میری ذات کو مجھ سے بہتر جاننے والا ہے، اور میں اپنی ذات کو ان لوگوں سے بہتر جانتا ہوں، الٰہ العالمین! مجھے ان لوگوں سے اچھا بنادے اور میرے ان تمام گناہوں کو معاف فرمادے، جن کا انھیں علم نہیں، اور میرے متعلق جو کچھ وہ کہتے ہیں ان پر میرا مواخذہ نہ فرما۔" (۴)

حضرت سیدنا ابو عمران جونی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "کاش! میں کسی مومن صالح کے پہلو کا کوئی بال ہوتا۔" (۵)

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ایک بار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا: "کاش میں سبزہ ہوتا جسے جانور کھاجاتے۔" (۶)

حضرت سیدنا ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ شعر بطور نصیحت پڑھا کرتے تھے:

لا تزال تنعی حبیبا حتیٰ تکونه
وقد یرجو الفتیٰ الرجا یموت دونه

یعنی اے غافل نوجوان! تو اپنے دوستوں کے مرنے کی خبر تو دیتا رہتا ہے، کیا کبھی سوچا کہ ایک دن تو بھی ان کی طرح بے جان ہو جائے گا، کیوں کہ بسا اوقات کوئی نوجوان امیدیں پوری ہونے سے پہلے ہی سفرِ آخرت پر روانہ ہو جاتا ہے۔ (۷)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "الزہد" میں حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو خشوع و خضوع کے باعث لکڑی کی طرح ساکت و جامد ہو جاتے تھے، انھیں کا یہ فرمانا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی یہی حالت ہو جاتی تھی۔ (۸)

حضرت مضمرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے فرزند کے انتقال کا وقت آیا تو فرزندِ صدیق رضی اللہ عنہ نے بار بار مسند کی طرف دیکھا، انتقال کے بعد لوگوں نے آپ (رضی اللہ عنہ) سے اس کے بارے میں عرض کیا کہ آپ آپ کے فرزند بار بار مسند کی طرف دیکھ رہے تھے، یہ سن کر آپ نے مسند کو اٹھوایا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار برآمد ہوئے، اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس کے ساتھ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُون" پڑھا اور فرمایا کہ اے فلاں (اے فرزند) مجھے گمان نہیں تھا کہ تمھارا دشمن اس طرح تمھارے ساتھ رہتا تھا۔ (۹)

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار ہم حضرت ابو

(۲)-مشکاۃ شریف، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، ص:٦٦٥
(۳)-شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، حدیث ٧٨٨، ج:١، ص:٤٨٥، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۴)-کنز العمال، باب فضائل الصحابه، فضل الصدیق شمائله و اخلاقه، حدیث ٣٦٠، جز:١٤، ص:١٧٣
(۵)-جمع الجوامع، مسند أبي بكر الصديق، حديث ١٧٢، ج١١، ص٤١
(۶)-مصدر سابق
(۷)-تاریخ الخلفا، ص:٨٢
(۸)-مصدر سابق
(۹)-مصدر سابق

بکر صدیق کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ پانی اور شہد لایا گیا، جیسے ہی آپ کے قریب کیا گیا، زار و قطار رونا شروع کر دیا اور روتے رہے، یہاں تک کہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم بھی رونے لگے۔ صحابۂ کرام رو رو کے چپ ہو گئے، لیکن آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روتے رہے۔ صحابۂ کرام آپ کو دیکھ کر پھر رونے لگے، یہاں تک کہ صحابۂ عظام کو گمان ہوا کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکے گا کہ بات کیا ہے! پھر جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آنکھیں صاف کیں تو صحابۂ کرام نے عرض کیا "اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو کس چیز نے رلایا؟" فرمایا: "ایک بار میں رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا، اچانک دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے کوئی چیز ہٹا رہے ہیں، حالاں کہ اس وقت مجھے کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی، میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟" فرمایا: "دنیا نے میرا ارادہ کیا تھا، میں نے اس سے کہا ہٹ اور دور ہو جا۔" تو اس نے کہا "آپ نے اپنے کو تو مجھ سے بچا لیا لیکن آپ کے بعد والے مجھ سے نہیں بچ پائیں گے۔"[10]

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھا، قرآن پاک کی جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

"مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا." [11]

ترجمہ: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے ابو بکر! کیا میں تمھیں وہ آیت نہ سناؤں جو مجھ پر ابھی نازل ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں، کیوں نہیں یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی، جیسے ہی میں نے یہ آیتِ کریمہ سنی تو اللہ عزوجل کے خوف کے سبب مجھے ایسا لگا کہ میری کمر کی ہڈی ٹوٹ جائے گی، میں نے درد کی وجہ سے انگڑائی لی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! (گھبراؤ نہیں) تم اور تمھارے مومنین دوستوں کو اس کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا، یہاں تک کہ تم اللہ عزوجل سے ایسی حالت میں ملاقات کرو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، لیکن دوسرے لوگوں کے گناہ جمع ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔[12]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خوفِ خدا:

حضرت سیدنا عمر فاروق وہ جلیل القدر صحابیِ رسول ہیں جن کے قبول اسلام سے مذہب اسلام کو کافی تقویت ملی، آپ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں، عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں، کئی قرآنی آیات آپ کی موافقت رائے میں نازل ہوئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔[13]

نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں جن و انس کے شیاطین کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔"[14]

اس قدر رفعتِ شان کے مالک حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنے خدا ترس تھے کہ قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت آپ کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، بلکہ بعض اوقات غش کھا کر زمین پر گر پڑتے، بیماروں جیسی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی اور لوگ آپ کی عیادت کی غرض سے کاشانۂ فاروقی پر حاضر ہوتے، چناں چہ ایک روایت میں ہے:

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن پاک کی کوئی آیت سنتے تو خوفِ خدا کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور کئی دنوں تک آپ کی عیادت کی جاتی۔[15]

ایک روز آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا، کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش! میرا ذکر نہ ہوتا، کاش مجھے بھلا دیا گیا ہوتا، کاش! میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔[16]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر آنسوؤں کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں تھیں۔[17]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز تین صفوں کے پیچھے سے

---

(۱۰)-حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من من المهاجرین، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، ج:۱، ص:٦٤

(۱۱)-النساء، ٤/ ۱۲۳

(۱۲)-ترمذی شریف، ابواب التفسیر، و من سورۃ النساء، ج:۲، ص:۱۲۹

(۱۳)-ترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، ج۲، ص۲۰۹

(۱۴)-ترمذی، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، ج۲، ص۲۱۰

(۱۵)-حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۸۸/ احیاء العلوم، ج٤، ص۱۸۰

(۱۶)-احیاء العلوم، ج٤، ص۱۸۰

(۱۷)-احیاء العلوم، ج٤، ص۱۸۰

سن لیتا تھا۔[18]

حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ میں نماز میں پچھلی صف میں ہوتا، لیکن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیتِ کریمہ: "اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ"[19] [ترجمہ] میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ پڑھ کر اس قدر زور سے روتے کہ میں ان کے رونے کی آواز سن لیتا تھا۔[20]

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیتِ کریمہ "اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ" تلاوت فرمائی، یعنی سورہ تکویر پڑھی، جب آیتِ مبارکہ "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" [ترجمہ] اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں۔ تک پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔[21]

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آدمی کے مکان کے پاس سے گزرے، وہ نماز میں سورۃ "الطور" پڑھ رہا تھا۔ آپ کھڑے ہو کر سنتے رہے، جب وہ اس آیت پر پہنچا: "اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنْ دَافِعٍ" [ترجمہ] بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ تو آپ اپنے دراز گوش سے اتر پڑے اور دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک کھڑے رہے، پھر گھر واپس لوٹے تو ایک مہینہ تک بیمار رہے، لوگ آپ کی عیادت کرتے لیکن پتہ نہ چلتا کہ بیماری کیا ہے۔[22]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ جہنم میں جانے والا شخص میں ہوں گا، اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں (وہ جنت سے محروم رہ جانے والا) شخص میں نہ ہوں۔[23]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر کے ساتھ باہر نکلا، یہاں تک کہ وہ چلتے چلتے ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے انھیں فرماتے ہوئے سنا، جب کہ میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی، اور وہ باغ کے وسط میں تھے۔ اے خطاب کے بیٹے عمر، امیر المؤمنین! چھی چھی خدا کی قسم اللہ سے ڈرنا چاہیے، ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔[24]

موت سے کچھ قبل حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ملکی فتوحات عطا فرمائیں، بڑے بڑے شہر آباد کیے اور یہ کیا، وہ کیا، تو آپ نے فرمایا:

"وددت انی انجولا اجر ولا وزر."

یعنی میں چاہتا ہوں کہ میری نجات ہو جائے، نہ مجھے اجر ملے، نہ بارِ گناہ مجھ پر لادا جائے۔[25]

مقامِ غور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر خدا ترس تھے کہ بے شمار عظمتوں اور رفعتوں کے حامل ہونے کے باوجود اس خوف سے کانپ رہے ہیں کہ کہیں مجھ پر گناہوں کا بوجھ نہ لاد دیا جائے اور ساری نیکیاں ملیا میٹ ہو کر رہ جائیں۔

حضرت سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹ کے زخم کو دھوتے جاتے (جو اس کی پیٹھ پر تھا) اور فرماتے جاتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قیامت میں مجھ سے اس زخم کے بارے میں پرسش نہ ہو۔[26]

یقیناً امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل خوفِ خداوندی سے بھرا ہوا تھا، جس پر درج بالا روایتیں شاہد ہیں۔ آپ کی خدا خوفی کی روایات سے کتابیں بھری پڑی ہیں، جن کو ہم طوالت کے خوف سے ذکر نہ کر سکے۔ صاحبِ عقل و خرد کے لیے ذکر کردہ روایات ہی بہت ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خدا خوفی:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت ہی محبوب خلیفہ ہیں، آپ کے عقدِ نکاح میں یکے بعد دیگرے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحب زادیاں آئیں، اس لیے آپ ذو النورین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ قرآن حکیم کے جمع فرمانے والے اور جنت کے بشارت یافتہ ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا، آپ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، قضائے حاجت فرمائی اور پھر مجھ سے فرمایا: اے ابو

---

(۱۸)۔حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۸۸
(۱۹)۔سورہ یوسف، آیت:۱۲/ ۸۶
(۲۰)۔بخاری شریف، کتاب الاذان، باب اذابکی الإمام في الصلوٰۃ، ج۱، ص:۹۹
(۲۱)۔احیاء العلوم، ج٤، ص۱۸۰
(۲۲)۔مصدر سابق.
(۲۳)۔احیاء العلوم، باب الخوف والرجاء، ج:٤، ص:۱٦۲
(۲۴)۔موطاء امام مالك، کتاب الکلام، باب ما جاء في التقی، مترجم، ص۸۲۳
(۲۵)۔حلیۃ الأولیاء، ج۱، ص۸۹
(۲۶)۔تاریخ الخلفاء، ص۱۱۰

موسیٰ! دروازے پر رہو، میرے پاس بلا اجازت کوئی نہ آئے، اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا، کون؟ کہا میں ابو بکر ہوں، میں نے آقائے کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں، آپ نے فرمایا: انھیں اندر آنے کی اجازت دے دو، اور جنت کی بشارت بھی دے دو، چناں چہ وہ اندر داخل ہوئے۔ پھر دوسرے شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا کون؟ آنے والے نے کہا "میں عمر ہوں" فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کے لیے دروازہ کھول دو اور جنت کی خوش خبری دے دو، فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھول دیا اور انھیں خوش خبری دی، وہ اندر تشریف لے آئے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا "میں عثمان ہوں" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت عثمان اجازت مانگتے ہیں، ہادیٔ عالم ﷺ نے فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انھیں اس پر جس کے وہ شکار ہوں گے جنت کی بشارت دے دو۔ (۲۷)

گویا کہ امیر المؤمنین جامع القرآن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور تاج دار کائنات ﷺ کے ان خوش نصیب اصحاب میں سے ہیں، جنھیں حضور نے جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی، اس کے باوجود اپنے خالق و مالک عز و جل کا ڈر ان کے دل میں اس قدر تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے ڈر سے ان پر لرزہ طاری ہو جاتا اور روتے روتے آپ کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی، چناں چہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہانی سے روایت ہے کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی، آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کے تذکرے پر اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر پر روتے ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے تاج دارِ مدینہ ﷺ سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے، اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کا معاملہ اس سے آسان ہوگا، اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے، پھر آپ نے فرمایا: رسولِ معظم ﷺ کا ارشاد ہے "میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر نہیں دیکھا"۔ (۲۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شدتِ خوفِ الٰہی کے سبب فرمایا: میری خواہش ہے کہ مجھے مرنے کے بعد اٹھایا نہ جائے۔ (۲۹)

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار فرمایا: اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان لایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ مجھے دونوں میں سے کس میں ڈالا جائے گا تو میں وہیں راکھ ہو جانا پسند کروں گا۔ (۳۰)

حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خدا ترسی:

آپ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، ہجرت کی شب نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر بے خوف و خطر سونے والے، فاتح خیبر، باطل شکن، شیر خدا ہیں۔

طبرانی نے حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے (حضرت) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو محبوب رکھا، اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھا۔ اور جس نے (حضرت) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دشمنی رکھی گویا اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی۔ (۳۱)

ذیل میں آپ کی خشیتِ الٰہی کے متعلق روایات نقل کی جاتی ہیں:

حضرت سید ناضرار کنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا، اس وقت جب کہ رات کی تاریکی چھا رہی ہوتی، ستارے ٹمٹما رہے ہوتے اور آپ اپنے محراب میں لرزاں و ترساں اپنی مبارک داڑھی تھامے ہوئے ایسے بے چین بیٹھے ہوتے کہ گویا زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ آپ غم کے ماروں کی طرح روتے اور بے اختیار ہو کر اے میرے رب! اے میرے رب! پکارتے، پھر دنیا سے مخاطب ہو کر فرماتے: تو مجھے دھوکے میں ڈالنے کے لیے آئی ہے؟ میرے لیے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو جا! کسی اور کو دھوکا دینا، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں، تیری عمر کم ہے اور تیری محفل حقیر، جب کہ تیرے مصائب جھیلنا آسان ہیں، آہ، صد آہ! زادِ راہ کی کمی ہے اور سفر طویل ہے، جب کہ راستہ وحشت سے بھرپور ہے۔ (۳۲)

---

(۲۷)-ترمذی، ابواب المناقب، مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ج۲، ص: ۲۱۲

(۲۸)-ترمذی ابواب الزھد، باب ماجاء فی ذکر الموت، ج:۲، ص: ۵۵

(۲۹)-احیاء العلوم، باب الخوف والرجاء، ج:٤، ص: ۱۸۰

(۳۰)-حلیة الأولیاء، ج۱، ص۹۹

(۳۱)-تاریخ الخلفاء، ص۱۳۷

(۳۲)-حلیة الأولیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، ج۱، ص۸۵

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز پڑھائی، آپ اس وقت غم گین تھے اور اپنا ہاتھ الٹ پلٹ کر رہے تھے، پھر فرمانے لگے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو دیکھا ہے، لیکن آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا، ان کی صبح اس حال میں ہوتی کہ بال بکھرے ہوتے، رنگ زرد ہوتا، چہرے پر گرد و غبار ہوتا، ان کی آنکھوں کی درمیانی جگہ بکریوں کی رانوں کی طرح ہوتی، ان کی راتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام اور سجدے میں گزرتیں، وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے، اپنی پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور ڈالتے۔ صبح ہو جاتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح کانپتے جس طرح ہوا کے ساتھ درخت کے پتے ہلتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے۔ پھر فرمانے لگے "اللہ کی قسم! میں گویا ایسی قوم کے ساتھ ہوں جو غفلت میں رات گزارتے ہیں" اتنا کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ ابنِ ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ [۳۳]

آپ نے اپنے صاحب زادے سے فرمایا: "اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمھیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہلِ زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کر دو تو وہ انھیں قبول نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہل زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی وہ تمھیں بخش دے گا۔ [۳۴]

خلفاے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدا خوفی کے ان واقعات و روایات میں ہمارے لیے ہزار ہا عبرت و نصیحت کے موتی موجود ہیں کہ ہم جس حال میں بھی اپنی حیاتِ مستعار کے لمحات گزاریں لیکن خالق ارض و سماوات کا ڈر اور خوف اپنے دلوں میں ضرور رکھیں۔ اپنا ہر ہر قدم شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہی اٹھائیں اور اسلامی اصول و ضوابط سے سر مو انحراف نہ کریں کہ اسی میں ہمارے لیے نجات و فلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنا خوف داخل فرمائے اور ہمیں اعمالِ حسنہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

☆☆☆

(۳۳)۔احیاء العلوم، باب الخوف والرجاء، ج ٤، ص ١٨٠، ١٨١
(۳۴)۔احیاء العلوم، باب الخوف والرجاء، ج ٤، ص ١٦٢

(ص:۴۸ کا بقیہ) سلطان الخطباء، سید العابدین، شیخ الصابرین نمونۂ اسلام علامہ الحاج الشاہ صوفی مفتی نظام الدین صاحب قبلہ برکاتی علیہ الرحمہ کا یکے بعد دیگرے راہیِ جنت الفردوس ہو جانا ہم غربائے اہل سنت کا یتیم ہو جانا ہے۔ تاج دارِ مدینہ علیہ الصلاۃ والتسلیمات کے ان مقدس اور صادق جانشینوں کے رحلت فرمانے سے دنیاے سنیت میں ایک عمیق خلا پیدا ہو گیا جس کی تلافی مستقبل قریب میں مشکل ہی نہیں بلکہ بظاہر بہت ہی دشوار گزار معلوم ہو رہی ہے۔ حضرت صوفی نظام الدین علیہ الرحمہ کیا تھے؟ فرد کی صورت میں جماعت کا شاہ کار تھے، اس لیے انفرادی راے ایسی ہمہ گیر شخصیت کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ شیخ الکل حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی درس گاہ حقیقت سے پوچھیے، خانوادۂ برکاتیہ کے باوقار مشائخ سے سوال کیجیے، مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی نگاہ ولایت سے دریافت کیجیے، خانقاہ اشرفیہ سے رشیہ نیاز مندی حضرت شیخ المشائخ مفتی سید شاہ مختار اشرف سرکارِ کلاں سے معلوم کیجیے، غرض کہ پوری ملت اسلامیہ اس بات کی شہادت دے گی کہ صوفی نظام الدین معقولات و منقولات کی جامعیت کا نقطۂ عروج تھے۔ ایک عظیم روحانی پیشوا اور دینی رہنما تھے۔ علم و فضل کے عروج کا محور تھے۔ حکمت و تدبر کے شہنشاہ تھے اور سفینۂ رشد و اصلاح کے ناخدا تھے، ان کی ذات عالی منزلت اخلاق و کردار، شفقت و عنایت، خلوص و ایثار اور التفات و کرم کا مخزن تھی۔ دین و ملت کی خدمت، قوم کی اصلاح و رہ نمائی اور اسلامی مشن کی تبلیغ و اشاعت کا شوقِ بے کراں ان کے سینے میں انگڑائیاں لے رہا تھا۔

آہ، ایسی مکمل اور بے مثال ہستی ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گئی، جس کی صورت سب کی نگاہوں کا مرکز اور جس کا نقش قدم سب کے لیے مشعل راہ تھا۔ مولا تعالیٰ حضور قبلہ گاہی علیہ الرحمہ کے جملہ پس ماندگان و متعلقان و مریدان اور تمام اہلِ خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور صوفی صاحب علیہ الرحمہ کے فیضانِ کرم کو ہم سب پر دائم و قائم رکھے، اور حضرت کے مزار پر انوار کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے بھر دے۔ آمین۔

جوارِ رحمت یزداں میں ان کی روح شاداں ہو
لحد کی خاک کا اک ـــــ ایک ذرہ ماہ تاباں ہو

غم زدہ و خادم بارگاہِ عزیزیت۔ رئیس احمد عزیزی ادروی
مرکزی شہر ہبلی، کرناٹک